صلح حدیبیہ

حدیبیہ ایک قصبہ ہے جو مکہ سے قریباً 24 کلومیٹر کے فاصلے پر اور مدینہ سے تقریباً 200 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔(موجودہ علاقہ شمیسی) یہاں ایک کنواں حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اسی کے نام پر اس علاقے کا نام بھی حدیبیہ پڑ گیا۔ وہاں مدینہ سے آئے مسلمانوں اور مشرکینِ مکہ کے درمیان مارچ 628ء کو ایک معاہدہ ہوا جسے صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔

ہجرت کے چھٹے سال حضرت محمد ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ مکہ تشریف فرما ہوئے ہیں اور خانۂ کعبہ کا طواف اور عمرہ کر رہے ہیں؛ جس کے بعد آپ ﷺ حج و عمرہ انجام دینے کے لیے مکہ کا سفر کرنے کا فیصلہ کیا۔ آس پاس کے قبیلوں میں بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے سب کو خبر ہوئی تو بہت سے لوگ تیار ہو گئے۔628ء (6ھ) میں 1400 مسلمانوں کے ہمراہ حضرت محمد ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف حج و عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ ساتھ میں قربانی کے جانور بھی تھے۔ عرب کے رواج کے مطابق غیر مسلح افراد، چاہے وہ دشمن کیوں نہ ہوں، کعبہ کی زیارت کر سکتے تھے۔ حج کے زمانے میں کوئی کسی سے جنگ بھی نہیں کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمان تقریباً غیر مسلح تھے صرف ایک ایک تلوار سب کے پاس تھی جو اس زمانے کا رواج تھا۔ مگر عرب کے رواج کے خلاف مشرکینِ مکہ نے حضرت خالد بن ولید (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) کی قیادت میں دو سو مسلح سواروں کا لشکر مسلمانوں کو روکنے کے لیے بھیجا۔ حضور کو اس کی جانکاری ہوگئی تو آپ نے ٹکراو کو ٹالنے کے لیے راستہ بدل دیا۔ حدیبیہ کے مقام پر مکہ کے باہر ہی مسلمانوں نے رکنے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہاں پر ایک کنواں بھی تھا۔

وہاں آس پاس کے قبیلے کے سردار (بدیل بن ورقا) حضور ﷺ سے ملنے آئے تو انہوں نے اپنے سفر کا مقصد بتایا۔ مکہ والوں کو اس کی جانکاری ہوگئی لیکن وہ مسلمانوں کو کسی قیمت پر مکہ نہیں آنے دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک شخص (عروہ بن مسعود ثقفی) کو بات چیت کرنے کے لیے بھیجا۔ اس نے آکر بہت بد تمیزی سے بات کی۔ مسلمانوں کو بہت غصہ آیا لیکن حضور ﷺ نے ان کو خاموش کر دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک شخص (خراش بن امیہ خزاعی) کو مکہ والوں کے پاس بھیجا۔ وہ لوگ اس سے الجھ گئے اور اس کو قتل کرنے کو تیار ہو گئے۔ بڑی مشکل سے وہ واپس آئے۔ مکہ والوں نے کچھ لوگوں کو حدیبیہ بھیجا تاکہ اگر کوئی مسلمان ملے تو اس کو پکڑ کر مکہ لے آئیں۔ تاریخ میں ہے کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کے قافلے کے پاس آکر پتھر پھینکنے شروع کیے۔ ان میں سے کچھ کو مسلمانوں نے پکڑ لیا لیکن حضور ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت عثمان غنی کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا، کیونکہ ان کے بہت سے رشتہ دار مکہ میں تھے۔ وہ ایک بڑے تاجر تھے اس لیے مکہ کے تاجروں سے بھی ان کے تعلقات تھے۔ لوگوں نے انھیں وہاں کافی دیر تک روک لیا۔ ان کے واپس آنے میں تاخیر ہوئی تو افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے انہیں قتل کر دیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ سے بیعت لی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ اس بیعت میں مسلمانوں نے عہد کیا کہ وہ مرتے دم تک حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان واپس آگئے اس بیعت کی خبر مکہ والوں کو ہوگئی اور انھوں نے دیکھا کہ مسلمان جنگ کے لیے تیار ہیں تو صلح پر آمادہ ہو گئے۔ لیکن انہوں نے صلح کی شرطیں ایسی پیش کیں کہ مسلمان بغیر صلح کیے واپس چلے جائیں۔ لیکن رسول پاک نے مکہ والوں کی شرائط قبول فرما لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب سے یہ صلح کا معاہدہ لکھوایا۔ معاہدہ یہ تھا:

> ”ابتدا اللہ کے نام سے۔ امن کی یہ شرائط محمد بن عبد اللہ (ﷺ) اور سہیل بن عمرو سفیر مکہ کے درمیان طے ہوئیں۔ دس سال تک کوئی جنگ نہیں ہوگی۔ کوئی بھی (حضرت) محمد (ﷺ) کا ساتھ دینا چاہے یا ان سے معاہدہ کرنا چاہے تو اس امر میں آزاد ہے۔ اسی

طرح کوئی بھی قریش (مشرکینِ مکہ) کا ساتھ دینا چاہے یا ان سے معاہدہ کرنا چاہے تو اس امر میں آزاد ہے۔ کوئی بھی جوان آدمی یا ایسا شخص جس کا باپ زندہ ہو (حضرت) محمد (ﷺ) کی طرف اپنے والد یا سرپرست کی اجازت کے بغیر جائے تو اسے اپنے والد یا سرپرست کو واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی بھی قریش کی طرف جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ اس سال (حضرت) محمد (ﷺ) مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔ مگر اگلے سال وہ اور ان کے ساتھی مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں، تین دن گزار سکتے ہیں اور طواف کر سکتے ہیں۔ ان تین دنوں میں قریشِ مکہ اردگرد کی پہاڑیوں سے ہٹ جائیں گے۔ جب (حضرت) محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی مکہ میں داخل ہوں گے تو غیر مسلح ہوں گے سوائے ان سادہ تلواروں کے جو عرب ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں"۔

صلح حدیبیہ تک مسلمان انتہائی طاقتور ہو چکے تھے لیکن اس وقت مسلمان جنگ کی تیاری کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ اسی لیے بعض کفار چاہتے تھے کہ جنگ ضرور ہو۔ خود مسلمانوں میں ایسے لوگ تھے جن کو معاہدہ کی شرائط پسند نہیں تھیں۔ مثلاً اس کی بنیادی شق یہ تھی کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں گے اور عمرہ کے لیے اگلے سال آئیں گے یا، اگر کوئی مسلمان مکہ کے لوگوں کے کے پاس چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا مگر کوئی مشرک مسلمان ہو کر اپنے بزرگوں کی اجازت کے بغیر مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔ مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دانشمندی سے صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ حضور ﷺ نے وہاں دس دن قیام کیا۔ بہت سے قبائل کے لوگ آ کر ملتے رہے۔ سب نے محسوس کیا کہ مکہ کے کفار کا رویہ غلط تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں لوگوں نے اچھی رائے قائم کی۔ قرآن کی آیت نازل ہوئی جس میں اس صلح کو کھلی ہوئی فتح قرار دیا گیا۔ چنانچہ مسلمان واپس مدینہ آئے اور پھر 629ء میں حج کیا۔ یہ بھی شرط تھی کہ دس سال تک جنگ نہیں لڑی جائے گی اس معاہدہ کے بہت سود مند اثرات برآمد ہوئے۔ مثلاً:

- قریش نے پہلی بار مسلمانوں کی قوت کو تسلیم کیا اور ان کو ایک فریق مانا؛
- اس سال مسلمان جو تعداد میں تھوڑے اور غیر مسلح تھے جنگ سے بچ گئے اور اس سے اگلے سال مکہ میں داخل ہوئے؛
- قریش نے مسلمانوں کے حقِ عمرہ کو تسلیم کیا؛
- مسلمان اپنے سب سے بڑے دشمن کے شر سے دس سال کے لیے محفوظ ہوئے؛
- دوسرے قبائل کے ساتھ تعلقات کا راستہ ہموار ہوا جو پہلے قریش کے خوف سے مسلمانوں کے قریب آنے سے کتراتے تھے؛
- قبیلۂ خزاعہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حلیفوں میں شامل ہوا؛
- حبشہ ہجرت کر کے جانے والے مسلمان محفوظ ہوئے چنانچہ اس معاہدے کے بعد وہ پلٹ کر مدینہ چلے آئے۔
- مکہ کے جو لوگ اسلام قبول کرتے تو وہ معاہدے کے مطابق مدینہ نہیں جا سکتے تھے۔ اس لیے وہ بھاگ کر عیص نام کی ایک جگہ پر جمع ہونے لگے۔ یہ مکہ کے تجارتی راستے پر تھا ادھر سے ان کے قافلے آتے جاتے رہتے تھے۔ ان لوگوں نے ان قافلوں پر چھاپہ مارنا اور ان کا مال لوٹنا شروع کیا۔ کچھ مہینوں میں ہی مکہ والے ان سے تنگ آ گئے اور مدینہ آ کر درخواست کی کہ معاہدے کی یہ شرط ختم کی جاے اور ان لوگوں کو مدینہ بلا لیا جائے۔

معاہدے کے مطابق اگلے سال 7ھ میں جب مسلمان مکہ گئے تو کوئی ان کو روکنے والا نہ تھا۔ مکہ کے سارے سردار شرم کے مارے جا کر پہاڑیوں میں چھپ گئے تھے۔ مسلمان جنگ کے خطرے سے آزاد تھے اس لیے اسلام کی تبلیغ کا کام زور شور سے ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد اور طاقت دونوں بڑھی۔ ایک سال بعد مکہ والوں نے معاہدہ توڑا اور مسلمانوں کے حلیف قبیلے پر حملہ کر دیا۔ نتیجے کے طور 8ھ میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا اور مکہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔